عالم الغیب کون ؟

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

٭۱ سیدنا ابو عامر الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :
انّ النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بینما ھو جالس فی مجلس فیہ أصحابہ ، جاء ہ جبریل علیہ السّلام فی غیر صورتہ یحسبہ رجلاً من المسلمین ۔
''ایک دفعہ نبی ئ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے صحابہ کي مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جبریل علیہ السّلام کسی اور صورت میں آپ کے پاس آئے ، آپ انہیں ایک مسلمان مرد سمجھ رہے تھے ۔''
(مسند الامام احمد : ٤/١٢٩ ، ح : ١٧٢٩٩ ، وسندہ، حسن)
ایک روایت میں ہے :
والّذی نفسی بیدہ ما شبہ علیّ منذ أتانی قبل مرّتی ھذہ ، وما عرفتہ حتّی ولّی ۔
''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ! جب سے جبریل میرے پاس آنے لگے ہیں ، وہ کبھی مجھ پر اتنے مشتبہ کبھی نہیں ہوئے ، میں ان کو واپس جانے تک پہچان ہی نہیں پایا ۔''
(صحیح ابن حبان : ١٨٣ ، وسندہ، صحیح ، واصلہ فی مسلم)
سنن نسائی (٤٩٩٤ ، وسندہ، صحیح)میں ہے :
ما کنت بأعلم بہ من رجل منکم ، وانّہ لجبریل علیہ السّلام نزل فی صورۃ دحیۃ الکلبیّ ۔
''میں (پہلے)اسے تم میں سے کسی سے بڑھ کر نہیں جانتا تھا ، (اب وحی کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ)وہ تو جبریل علیہ السّلام تھے جو دحیہ الکلبی کی شکل میں نازل ہوئے تھے ۔''
سیدنا جبریل علیہ السّلام جب انسانی شکل میں متشکل ہو کر آئے تو نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کو پہچان نہ سکے کہ مسلمان آدمی ہے یا جبریل علیہ السّلام انسانی شکل میں تشریف لائے ہیں ، یہ حدیث علمِ غیب کی نفی پر زبردست دلیل ہے ۔

٭۲ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب رات کو (نمازِ تہجد کے لیے)بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے ـ :
لَا اِلٰــہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ ، وَاَسْأَلُکَ رَحْمَتَکَ ، اَللّٰــھُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا ، وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنِیْ ، وَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنکْ رَحْمَۃً ، اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ً
''تیرے سوا کوئی معبود (برحق)نہیں ، میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں ، اے اللہ ! میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتاہوں اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں ، اے اللہ ! تو میرے علم میں اضافہ فرما اور جبکہ تو نے مجھے ہدایت دی ، میرے دل میں کجی مت فرما (مجھے گمراہ مت کر)اور اپنے پاس سے مجھے رحمت عطافرما ، بے شک تو ہی داتا ہے ۔''(سنن ابی داو،د : ٥٠٦١ ، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی : ٨٦٥ ، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی : ٧٥٨ ، المستدرک للحاکم : ١/٥٤٠ ، وسندہ، حسن)
اس حدیث کو امام ابنِ حبان رحمہ اللہ (٥٥٣١)نے ''صحیح '' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح '' کہا ہے ، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے ، حافظ ابنِ حجررحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن '' کہا ہے(نتائج الافکار : ١/١١٥۔١١٦)
اس کا راوی عبداللہ بن ولید مصری ''حسن الحدیث '' ہے ، امام ابن حبان اور امام حاکم نے اس کی حدیث کی تصحیح کرکے اس کی ''توثیق'' کر دی ہے ، لٰہذا اس پر امام دارقطنی اور حافظ ابنِ حجر رحمہمااللہ کی جرح مردود ہے ۔
یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ''ماکان وما یکون '' کا علم نہیں دیا گیا تھا ، کیونکہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم تواللہ تعالیٰ سے علم میں اضافہ کا سوال کررہے ہیں ، اس کی تائید قرآنِ مجید نے بھی کرد ی ہے ، فرمانِ باری تعالیٰ ہے : (وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْماً)(طہٰ : ١١٤)
''(اے نبی !)کہہ دیجئے ، اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔''

٭۳ عاصم بن حمید السکونی کہتے ہیں کہ جب نبی ئ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ خود بھی ان کے ساتھ شہر سے باہر نکلے ، ان کو وصیتیں فرما رہے تھے ، سیدنا معاذ سوار تھے اور رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم پیدل چل رہے تھے ، جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا :
یا معاذ ! انّک عسیٰ أن لّا تلقانی بعد عامی ھذا ، ولعلّک أن تمر بمسجدی وقبری ۔

''اے معاذ ! شاید آپ مجھے اس سال کے بعد نہ مل سکیں اور شاید آپ (جب آئیں تو)میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزریں ۔''
سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اپنے محبوب کی جدائی کے باعث گھبرا کر رونے لگے تو نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ، اے معاذ ! رو مت ! رونے کا بھی کوئی موقع ومحل ہوتا ہے ، (بین و نوحہ کرتے ہوئے رونا)شیطانی عمل ہے۔''(مسند الامام احمد : ٥/٢٣٥ ، دلائل النبوۃ للبیہقی : ٥/٤٠٤۔٤٠٥ ، وسندہ، صحیح)
٤⭑ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :
کان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یأکل الھدیّۃ ولا یأکل الصّدقۃ ، فأھدت لہ یھودیّۃ بخیبر شاۃ مصلیّۃ سمّتھا ، فأکل رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم منھا وأکل القوم ، فقال : ارفعوا أیدیکم ، فانّھا أخبرتنی أنّھا مسمومۃ فمات بشر البراء بن معرور الأنصاریّ ، فأرسل الی الیھودیّۃ ، ما حملکِ علی الّذی صنعتِ ؟ قالت : إن کنت نبیاًّ لم یضرّک الّذی صنعت ، وان کنت ملکا أرحت النّاس منک ، فأمر بھا رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فقتلت ، ثمّ قال فی وجعہ الّذی مات فیہ ، ما زلت أجد من الأکلۃ الّتی أکلت بخیبر ، فھذا أوان قطعت أبھری ۔
''رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہدیہ کھا لیا کرتے تھے ، لیکن صدقہ نہیں کھاتے تھے ، خیبر کی ایک یہودی عورت نے آپ کو تحفے میں ایک بھونی ہوئی بکری زہر آلودہ کرکے پیش کی ، آپ نے اور صحابہ کرام نے کھانا شروع کر دیا ، پھر آپ نے فرمایا ، اپنے ہاتھ (کھانے سے)اٹھا لو ، کیونکہ اس نے مجھے بتا دیا ہے کہ یہ زہر آلودہ ہے ، اس سے بشر بن معرور انصاری صحابی شہید ہو گئے ، آپ نے یہودیہ سے پوچھ بھیجا کہ اس کو اس کام پر کس چیز نے آمادہ کیا تھا ؟ اس نے کہا ، اگر آپ نبی ہیں تو یہ آپ کو نقصان نہ دے گی اور اگر آپ ایک بادشاہ ہیں تو میں نے لوگوں کو آپ سے آرام دہ دیا ہے ، پھر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا اور وہ قتل کر دی گئی ، پھر آپ نے اپنی مرض الموت میں فرمایا ، میں ہمیشہ اس لقمے کی وجہ سے تکلیف محسوس کرتا رہا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اور اب وہ میری رگِ جان کاٹے جا رہا ہے ۔''(سنن ابی داو،د : ٤٥١ ، وسندہ، حسن)
اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (٣/٢١٩۔٢٢٠)نے امام مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے ۔
یہ حدیث اس بات پر نہایت واضح اور روشن دلیل ہے کہ نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم عالم الغیب نہیں تھے ، ورنہ آپ زہر آلود گوشت تناول نہ فرماتے ، بلکہ آپ کے صحابہ نے بھی یہ گوشت کھایا تھا ، بشر بن براء بن معرور صحابی تو یہ گوشت کھانے کی وجہ سے شہید ہو گئے تھے ، اسی جرم کی پاداش میں یہودی عورت کو قصاصاً قتل کر دیا گیا، اس حدیث میں اہلِ عقل کے لیے بڑا درس ہے ۔
٥⭑ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آخری مرض کا حال بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں : ''جب آپ کا مرض بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا ، أصلّی النّاس؟ کیا لوگوں نے نماز (باجماعت) ادا کر لی ہے ؟ ہم نے عرض کی، نہیں اے اللہ کے رسول ! وہ آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں ، فرمایا ، میرے لیے ایک ٹب میں پانی رکھو ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے ایسا ہی کیا کہ آپ کے لیے پانی رکھ دیا ، آپ نے غسل فرمایا ، آپ کھڑے ہونے لگے تو اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے ، گر گئے ، آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی ، پھر افاقہ ہوا تو دریافت فرمایا ، أصلّی النّاس؟ کیا لوگوں نے نماز ادا کرلی ؟ ہم نے عرض کی ، اے اللہ کے رسول ! ابھی نہیں ، بلکہ وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں ، فرمایا ، میرے لیے ایک ٹب میں پانی رکھو ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے پانی رکھا ، آپ نے غسل فرمایا ، پھر کھڑے ہونے لگے تو اپنے آپ کو سنبھا ل نہ پائے ، گر گئے ، آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی ، پھر آرام آیا تو فرمایا ، أصلّی النّاس؟ کیا لوگوں نے نماز ادا کرلی ہے ؟ ہم نے عرض کی ، اے اللہ کے رسول ! نہیں ، وہ تو آپ کے منتظر ہیں ، فرمایا ، میرے لیے ایک ٹب میں پانی رکھو ، آپ نے بیٹھ کر غسل فرمایا ، پھر کھڑے ہونے لگے تو اپنے آپ کو سنبھال نہ پائے اور گر گئے ، آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی ، پھر افاقہ ہوا تو فرمایا ، أصلّی النّاس؟ہم نے کہا ، اے اللہ کے رسول ! نہیں ،لوگ عشاء کی نماز کے لیے نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انتظار میں جمع ہوئے تھے ، بالآخر آپ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ۔''(صحیح بخاری : ١/٩٥ ، ح : ٦٨٧ ، صحیح مسلم : ١/١٧٧ ، ح : ٤١٨)

یہ حدیث دلیلِ قاطع اور برہانِ ساطع ہے کہ نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم غیب نہیں جانتے تھے ، آپ کو ''ماکان وما یکون '' کا علم نہ تھا ، آپ اپنی حیات ِ مبارکہ کے آخری لمحات میں بار بار دریافت فرما رہے تھے کہ کیا لوگوں نے نماز اداکر لی ہے ؟

★٦ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :

لقد رأيتنى فى الحجر وقريش تسألنى عن مسراى ، فسألتنى عن أشياء من بيت المقدس لم أثبتها ، فكربت كربۃ ما كربت مثلہ قطّ ، قال : فرفعہ اللّہ لى أنظر اليہ ، ما يسألونى الّا أنباتهم بہ

''میں حطیمِ کعبہ میں کھڑا تھا اور قریش مجھ سے واقعہ ئ معراج کے بارے میں پوچھ رہے تھے ، انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کچھ نشانیاں پوچھیں جن کو میں یا د نہ رکھ سکا ، جس کی وجہ سے میں اتنا پریشان ہو ا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا پریشان نہ ہوا تھا ، تب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا ، وہ مجھ سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھ رہے تھے اور میں ان کو دیکھ دیکھ کر بتاتا جا رہا تھا ۔''(صحیح مسلم : ١/٩٦ ، ح : ١٧٢)

اگر نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم غیب دان ہوتے تو آپ کو اتنی پریشانی نہ اٹھانا پڑتی ، آپ نے بیت المقدس کی جو نشانیاں دیکھی تھیں ، وہ بھی بھول گئے تھے ، ثابت ہوا کہ آپ علمِ غیب سے متصف نہ تھے ۔

★٧ سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

جاء عبد ، فبايع النّبى صلّى اللّہ عليہ وسلّم على الهجرۃ ، ولم يشعر أنّہ عبد ، فجاء سيّدہ يريدہ ، فقال لہ النّبى صلّى اللّہ عليہ وسلّم بعنيہ ، فاشتراہ بعبدين أسودين ، ثمّ لم يبايع أحدا بعدہ حتّى يسألہ ، أعبد هو ؟

''ایک غلام آیا اور اس نے نبی ئ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ہجرت پر بیعت کر لی ، لیکن یہ ظاہر نہ کیا کہ وہ غلام ہے ، پھر اس کا مالک اس کو لینے کے ارادے سے آپہنچا ، آپ نے اس سے فرمایا ، اسے میرے ہاتھ فروخت کر دو ، پھر آپ نے اسے دو حبشی غلاموں کے بدلے خرید لیا ، اس کے بعد آپ اس وقت تک کسی سے بیعت نہ لیتے تھے جب تک اس سے پوچھ نہ لیتے ، کیا وہ غلام ہے ؟ ''(صحیح مسلم : ٢/٢٠ ، ح : ١٦٠٢)

یہ حدیث اس بات پر روشن دلیل ہے کہ نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ''ماکان وما یکون '' کا علم نہیں دیا گیا تھا ، آپ کو یہ بھی علم نہ تھا کہ یہ غلام ہے یا آزاد ، بلکہ اس معاملے کے بعد آپ تحقیق کرتے تھے ۔

★٨ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ، بیان کرتی ہیں :

واعد رسول اللّہ صلّى اللّہ عليہ وسلّم جبريل عليہ السّلام فى ساعۃ يأتيہ فيها ، جاء ت تلك السّاعۃ ولم يأتہ ، وفى يدہ عصا ، فألقاها من يدہ وقال : ما يخلف اللّہ ولا رسلہ ، ثمّ التفت فاذا جرو كلب تحت سرير ، فقال : يا عائشۃ ! متٰى دخل هذا الكلب ههنا ؟ فقالت : واللّہ ! ما دريت ، فأخرج ، فجاء جبريل عليہ السّلام ، فقال رسول اللّہ صلّى اللّہ عليہ وسلّم : واعدتّنى ، فجلست لک ، فلم تأت ، فقال : منعنى الكلب الّذى كان فى بيتک ، انّا لا ندخل بيتا فيہ كلب ولا صورۃ ۔

''جبریل علیہ السّلام نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک معین وقت میں ملاقات کا وعدہ کیا ، وہ وقت آن پہنچا ، لیکن جبریل علیہ السّلام نہ آئے ، اس وقت نبی ئ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ مبارک میں ایک لاٹھی تھی ، آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا ، اللہ تعالیٰ اور اس کے قاصد وعدہ خلافی نہیں کرتے ، آپ نے اِدھر اُدھر دیکھا تو اچانک چارپائی کے نیچے کتے کا پِلّا (بچہ) دکھائی دیا ، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ، اے عائشہ ! یہ کتا کب یہاں آیا ؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ، اللہ کی قسم ! مجھے کوئی پتا نہیں ، اس کتے کو نکال دیا گیا ، پھر جبریل علیہ السّلام آئے ، آپ نے فرمایا ، آپ نے مجھے ملاقات کا وعدہ دیا تھا ، میں آپ کے انتظار میں بیٹھا رہا ، آپ نہیں آئے ، انہوں نے کہا ، آپ کے گھر میں جو کُتّا تھا ، اس نے مجھے داخل ہونے سے روک دیا، ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا (جاندارکی)تصویر ہو ۔''(صحیح مسلم : ٢/١٩٩ ، ح : ٢١٠٤)

صحیح مسلم(٢/١٩٩، ح : ٢١٠٥) میں ہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صبح کے وقت غمزدہ اٹھے ، میمونہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ، اے اللہ کے رسول ! آج میں آپ کو کچھ پریشان دیکھ رہی ہوں ، آپ نے

فرمایا ، جبریل نے آنے کا وعدہ کیا تھا ۔۔۔۔

★۹ ہانی بن یزید روایت کرتے ہیں :

انّہ لمّا وفد الی النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم مع قومہ ، فسمعھم النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وھو یکنونہ بأبی الحکم ، فدعاہ النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ، فقال : انّ اللّٰہ ھو الحکم والیہ الحکم ، فلم تکنیت بأبی الحکم ؟ قال : لا ، ولکن قومی اذا اختلفوا فی شیء أتونی ، فحکمت بینھم ، فرضی کلا الفریقین ، قال : ما أحسن ھذا ! ثمّ قال : ما لک من الولد ؟ قلت : لی شریح وعبداللّٰہ ومسلم بنو ھانیء ، قال : فمن أکبرھم ؟ قلت : شریح ، قال : فأنت أبو شریح ، ودعا لہ ولولدہ ، وسمع النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یسمّون رجلا منھم عبدالحجر ، فقال النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ما اسمک ؟ قال : عبدالحجر ، قال : لا ، أنت عبداللّٰہ ، قال شریح : وانّ ھانأا لمّا حضر رجوعہ الی بلادہ ، أتی النّبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ، فقال : أخبرنی بأیّ شیء یوجب لی الجنّۃ ؟ قال : علیک بحسن الکلام وبذل الطّعام ۔

''جب وہ اپنی قوم کے ساتھ وفد کی صورت میں نبی ئ کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سنا کہ لوگ اسے ابو الحکم کنیت سے پکار رہے تھے ، آپ نے اسے بلایا اور فرمایا ، یقینا اللہ ہی حکم ہے اور اسی کی طرف فیصلے لوٹائے جاتے ہیں ، تو نے اپنی کنیت ابو الحکم کیوں رکھ لی ہے ؟ میں نے عرض کی، میں نے نہیں رکھی ، بلکہ میری قوم جب اختلاف میں مبتلا ہوتی ہے تو میرے پاس آتی ہے ، میں ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں تو دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں ، آپ نے فرمایا ، کیا خوب ہے ! پھر فرمایا ، تیری کتنی اولاد ہے ؟ عرض کی ، میرے بیٹے شریح ، عبداللہ اور مسلم ہیں ، فرمایا ، ان میں سے بڑا کون ہے ؟ عرض کی ، شریح ، فرمایا ، پھر تیری کنیت ابو شریح ہے ، ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے دعا فرمائی ، پھر آپ نے سنا کہ ایک آدمی کا نام عبدالحجر لیا جا رہا تھا ، آپ نے اسے فرمایا ، تیرانام کیا ہے ؟ اس نے عرض کی ، عبدالحجر ، فرمایا ، نہیں ، توعبداللہ ہے ، شریح بیان کرتے ہیں، جب ہانی کا اپنے علاقے کی طرف کا وقت آیا تو وہ نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کناں ہوئے ، کس چیز کے ذریعے میرے لیے جنت واجب ہو گی ؟ آپ نے فرمایا، تو اچھی کلام کیا کر اور کھانا کھلایا کر ۔''(الادب المفرد للبخاری : ۸۱۱ ، خلق افعال العباد للبخاری : ۲٤٦ ، التاریخ الکبیر للبخاری : ٤/۲۲۷۔۲۲۸ ، وسندہ، حسن)

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم غیب دان نہ تھے ، نہ ہی آپ صحابہ کے حالات سے واقف تھے ، جب صحابی کی ابو الحکم کنیت سنی تو اس کا رد کیا ، پھر صحابی نے وجہ بیان کر دی کہ میری کنیت ابو الحکم کیوں ہے ؟ آپ نے اس کو سراہا ، پھر ان کی اولاد کے بارے میں پوچھا ، آپ کو معلوم بھی نہ تھا کہ وہ صاحبِ اولاد ہیں یا نہیں اور ان کے کیا کیا نام ہیں ؟

★۱۰ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیا ن کرتے ہیں کہ میں اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ آپ کی زوجہ مطہرہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل ہو ئے (یہ ان کی حقیقی خالہ تھیں)، اس وقت ان کے پاس بھنی ہوئی گوہ رکھی ہوئی تھی ، جسے ان کی بہن حفیدہ بنتِ حارث نجد سے اپنے ساتھ لائیں تھیں ، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے وہ گوہ نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کردی ، جب آپ کھانے کے لیے ہاتھ بڑھانے لگے تو جو ازواجِ مطہرات وہاں حاضر تھیں ، ان میں سے کسی نے کہا ، جو چیز آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے ، وہ نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بتلا دینی چاہیے ، چنانچہ عرض کی گئی ، اے اللہ کے رسول ! یہ گوہ ہے ، آپ نے اس سے ہاتھ کھینچ لیا ، میں نے عرض کی ، اے اللہ کے رسول ! کیا یہ حرام ہے ؟ فرمایا ، یہ جانور ہماری زمین میں نہیں ہوتا ، اس بنا پر کراہت آتی ہے ، خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس گوہ کو اپنی طرف کھینچ کر کھا لیا ، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم دیکھ رہے تھے ۔''

(صحیح بخاری : ۲/۸۳۱ ، ح : ۵۵۳۷ ، صحیح مسلم : ۳/۱۵۱ ، ح : ۱۹٤۵)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں :

وأنّہ کان لا یعلم من المغیّبات الّا ما علّمہ اللّٰہ تعالیٰ ۔

''یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ نبی ئ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو غیب کی وہی چیزیں معلوم تھیں جن کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اطلاع کردی جاتی تھی ۔''(فتح

الباری : ٩/٦٦٧)

★★[illegible]★★[illegible]★★